

وَسُوْلِكَ مَا قَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا  
اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی

1676

مکتبہ اسلامیہ  
لاہور  
مکتبہ اسلامیہ  
لاہور

# ترجمات اسلامیہ

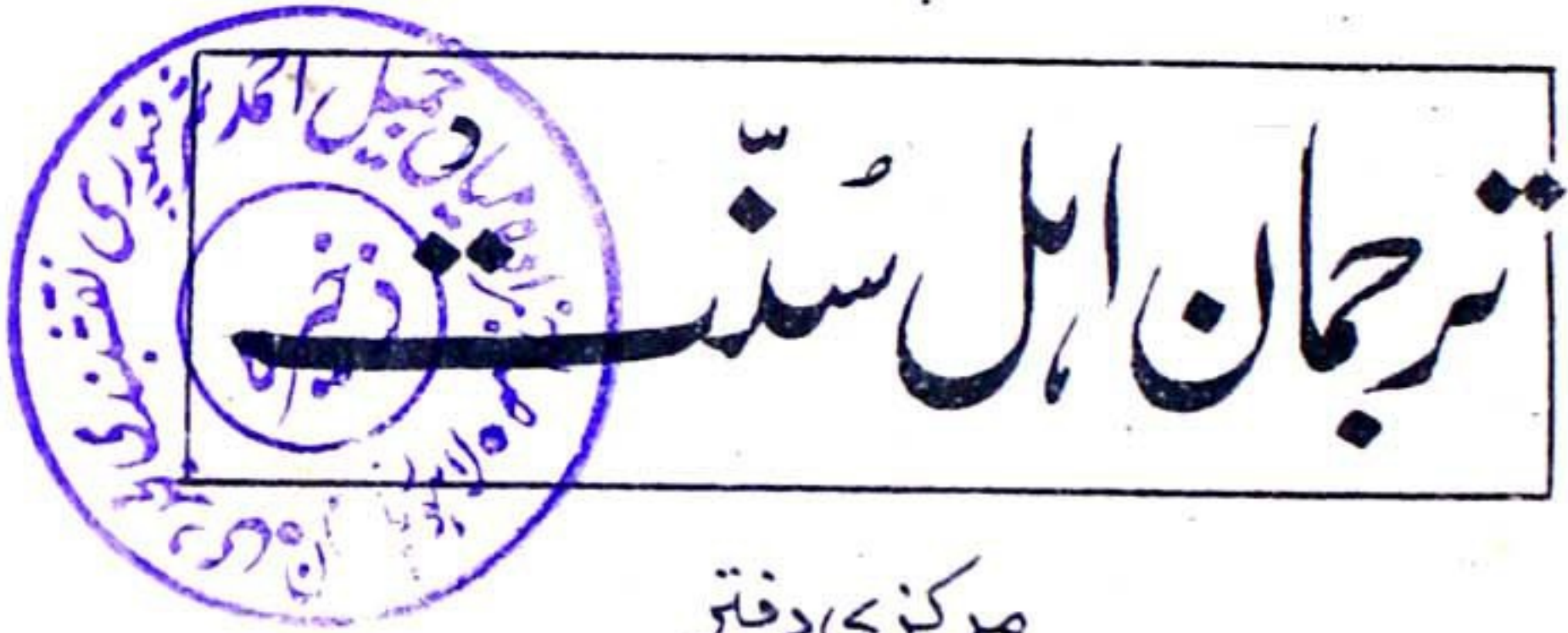
رسول اللہ



مَدْرَسَةُ عِلْمِ كَرِيْمَا اَهْلِ سُنَّتِ كَرِيْمَا  
سَعْدِ الشَّاهِدِ وَ الشَّاهِدِ كَرِيْمِ



اعتقادی و اصلاحی مضامین پر مشتمل  
تبلیغی کتابچہ



مرکزی دفتر

دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی

★ - دفتر ناظم اعلیٰ

سجد قصابان صدر کراچی

فون: ۲۲۳۵۲

چند سالانہ ۳ روپے فی کاپی ۳۰ پیسے

(مشہور آفٹ پریس کراچی)

# اس شماره میں!

5958

مولانا محمد انوار المصطفیٰ قادری

کعبہ

نوت خوانی بھی ایک عبادت ہے جناب سکندر لکھنوی

حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان

ارشادات

کچھ سوشلزم کے بارے میں نریب النساء قادری، بی اے

مولانا محمد یونس صاحب

حکایات

محمد معراج الدین محمود ورنالوی

سوشلزم اور اسلام

مولانا سید شجاعت علی قادری

تاریخ اسلام قسط ۸

مفتی سید شجاعت علی قادری

سوشلزم کے حامی

اسلام کے معاشی نظام کا مطالعہ کریں

بچوں کے لئے (سلسلہ ۱)

انتخاب (شجاعت)

بامقصد کہانیاں

# کَعْبَةُ

امری: مولانا محمد انوار مصطفیٰ قادری خطیب و امرتی جامع

مسجد کراچی

پہلے روئے زمین پر پانی ہی پانی تھا۔ زمین کا وجود نہ تھا اور عرش الہی پانی پر تھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ۔ جس جگہ بیت اللہ شریف ہے وہیں سے زمین بنی۔ اور وہیں کی مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم بنایا گیا اور وہیں پر چالیس دن تک سکھایا گیا بیت اللہ شریف زمین کے وسط میں واقع ہے اگر ساری زمین کو۔ بیت اللہ سے چاروں طرف ناپیں تو برابر ہو۔

## تعمیر بیت اللہ

سب سے پہلے فرشتوں نے موتیوں سے بنایا۔ دوسری بار حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا۔ تیسری بار حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے باعانت سیدنا اسماعیل علیہ السلام بنایا۔ بنیاد آدم علیہ السلام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نشان لگایا اور اپنا پر مار کر تخت الثریٰ تک بنیاد قائم کی اور

اس میں کوہ لبنان - کوہ طور - کوہ جودی - کوہ حرا - کوہ زیتا کے پتھر فرشتوں نے بھرے اور بیت اللہ شریف کی تعمیر میں تین پہاڑوں کے پتھر استعمال کئے گئے یعنی کوہ ابوقیس - کوہ حرا - کوہ ورقان - بیت اللہ شریف کی تعمیر کی ابتدا یکم ذی قعدہ کو ہوئی اور ۲۵ ذیقعدہ کو مکمل ہوئی - جب کعبہ کی دیواریں کچھ بلند ہوئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ کوئی پتھر تلاش کر کے لاؤ تاکہ اس پر کھڑے ہو کر دیوار اور بلند کی جائے حضرت اسماعیل تلاش میں تھے کہ حضرت جبرئیل نے آکر اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے ساتھ کوہ ابوقیس پر آؤ تمہیں پتھر دوں حضرت اسماعیل کو کوہ قیس پر وہیں سے دو پتھر دیئے اور فرمایا کہ یہ دونوں پتھر جنتی ہیں اور حضرت ادریس علیہ السلام نے طوفان لوح کے خوف سے یہاں چھپا دیئے تھے ان میں سے ایک پتھر وہی ہے جس کا قرآن میں یوں ذکر ہے واتخذوا من مقام اجراہیم مصلى - یعنی مقام ابراہیم جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر فرمایا اور یہ پتھر دیوار کی اونچائی کی مناسبت سے اونچا ہوتا جاتا تھا - اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم شریف کے اب تک صدیوں بعد بھی موجود ہیں - یہ مقام ابراہیم بیت اللہ شریف کے پاس ہی تھا - حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک عظیم سیلاب آیا جسکو سیل ام نہشل کہتے ہیں اس سیلاب نے مقام ابراہیم کو اپنی جگہ سے ہٹا کر چاہ زمزم کے پاس پہنچا دیا چنانچہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہ زمزم کے پاس ایک مکان بنا کر مقام ابراہیم اس

میں رکھ دیا۔

## بیت اللہ کا نقشہ

وہ بیت اللہ جو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کرایا تھا اس کی تعمیر مندرجہ ذیل تفصیل پر تھی۔

کل دیوار کعبہ کی بلندی ۹ ہا تھ۔

دیوار حجر اسود تارکن شامی ۳۳ ہا تھ۔

رکن شامی تارکن غربی ۲۲ ہا تھ۔

رکن غربی تارکن یمانی ۳۱ ہا تھ۔

دیوار رکن یمانی تاجر اسود ۲۰ ہا تھ۔

دو دروازے زمین سے متصل شرقاً عزبا رکھے تھے مگر کو اڑ  
زنجیر قفل وغیرہ نہ تھے۔ دروازہ زنجیر اور قفل تیس جھیری نے لگوا یا۔ غلاف  
کعبہ سب سے پہلے کعبہ پر چڑھانے والا شاہ یمن ہے اور بعدہ عرصہ دراز  
تک حکومت مصر غلاف کعبہ بھجیتی رہی۔

کعبہ معظمہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بنو جرہم نے از سر نو بنایا  
تھا۔ جرہم کے بعد قصی بن کلاب نے بنایا اور اسی طرح کعبہ رہا کہ ایک عورت  
کعبہ کے اندر خوشبو جلا رہی تھی۔ جسکی چنگاریوں سے کعبہ جل گیا اس کے بعد  
قریش نے ولید بن مغیرہ کی سربراہی میں کعبہ بنایا۔ مگر حلال پیسہ کی قلت  
کے سبب کعبہ بنیا دا براہمی پر نہ بنایا بلکہ حطیم کہ کعبہ میں تھا باہر کر دیا اور

چند ترمیمات مزید کیں کہ کعبہ جو پہلے نو ہاتھ کی بلند سی کا تھا اسٹھارہ ہاتھ کر دیا۔ یعنی بلند سی دو گنی کر دی اور دو دروازوں کے بجائے ایک ہی دروازہ لگایا۔ اور وہ بھی بہت اونچا تاکہ جسکو چاہیں جانے دیں اور جسے چاہیں اندر جانے سے روک دیں۔ حجر اسود کے پاس سے ایک سیر طعی بھی بیت اللہ کی چھت کے لئے بنا دی۔ خرما کی دو لائن میں تین تین ستون قائم کر دیئے جب قریش نے کعبہ تعمیر کیا اس وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۲۵ سال تھی سرکار نے ایک موقع پر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دکھایا کہ بنیاد ... ابراہیمی یہ ہے اور کعبہ بنیاد ابراہیمی پر نہیں بنایا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت پر حضرت عبداللہ بن زبیر نے از سر نو کعبہ کو بنیاد ابراہیمی پر اور طرز ابراہیمی پر بنایا اور ۲۷ رجب ۶۲ھ کو مکمل کیا۔

عبداللہ بن زبیر کے بعد ۷۲ھ میں حجاج بن یوسف بن عبد الملک کے گورنر نے از سر نو کعبہ تعمیر کرایا اور اسی بنیاد پر بنایا جس پر کفار نے کعبہ بنایا تھا۔ ۱۰۲۰ھ میں سلطان مراد بن احمد شاہ قسطنطیہ نے سوار اس رکن کے جس میں حجر اسود ہے از سر نو کعبہ بنایا گو یا موجودہ کعبہ کی تعمیر تقریباً تین سو اڑتالیس سال پرانی ہے۔ ہارون الرشید بادشاہ نے ارادہ کیا تھا کہ از سر نو کعبہ بنائے لیکن علمائے وقت نے منع فرمادیا کہ یہ ایک کھیل ہو جائے گا۔

## فضائل کعبہ

بعض فضائل کعبہ تحریر کئے جاتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ



وسلم نے فرمایا من نظر الی الکعبۃ ایما نا و تصدقنا خرج من خطایا کیوم  
 دلالتہ امہ - یعنی جس نے کعبہ کو ایمان و تصدیق کی حالت میں دیکھا گناہوں  
 سے پاک ہو گیا جیسے نو مولود بچہ - جس نے کعبہ میں ایک ماہ کا روزہ رکھا ایسا  
 ہے جیسے ایک لاکھ روزے رکھے - کعبہ میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ایک  
 نماز کے بدلے ہے - کعبہ کا دیکھنا ایسا ہے جیسے غیر کعبہ ایک سال اس نے  
 عبادت کی ہو -

## نعت خوانی بھی ایک عبادت ہے

ان جناب سکندر لکھنوی

میرے دل میں جو ان کی الفت ہے  
 حکم خالق سے ہر دو عالم میں  
 ان کا دامن ہے ہاتھ میں میرے  
 ان کی قربت نصیب ہے جسکو  
 قرب محشر میں بھی ملے گا اسے  
 دود رہنا نبی کے قدموں سے  
 وہی کرتے ہیں ان کی حمد و ثنا  
 ان کی تعظیم کو جب کا کعبہ

یہ بھی ان کا کرم ہے ، رحمت ہے  
 ذکر ان کے خاص رفعت ہے  
 جن کے دامن میں ساری رحمت ہے  
 اس کی دنیا بھی عین جنت ہے  
 جس کو دنیا میں ان سے قربت ہے  
 اہل دل کے لئے مصیبت ہے  
 جن کی قسمت میں یہ سعادت ہے  
 یہ فسانہ نہیں حقیقت ہے

ہے سکندر کا مسلک و ایمان

نعت خوانی بھی اک عبادت ہے

# اِمْرُ شَادَاتِ

حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

عرض :- ادنیٰ درجہ علم باطن کیا ہے ۔ ؟

ارشاد :- حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص و عوام سب نے قبول کیا۔ دوبارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص نے قبول کیا اور عوام نے نہ مانا۔ سہ بارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جو خواص و عوام کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ یہاں سفر سے مراد سیراقدام نہیں بلکہ سیر قلب ہے ان کے علوم کی حالت تو یہ ہے اور ادنیٰ درجہ ان سے اعتقاد ان پر اعتماد و تسلیم ارشاد جو سمجھ میں آیا نبہا ورنہ۔ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوالالباب (سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے اور عقلمند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں) حضرت شیخ اکبر اور اکبر فن نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ کا علم باطن کا یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تصدیق کرے کہ اگر نہ جانتا تو اس کی تصدیق نہ کرتا نیز حدیث میں فرمایا ہے کہ :- اُخِذْ عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا أَوْ مُسْتَمِعًا أَوْ مُجَبِّبًا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ . صحیح کر تو اس حال میں کہ

تو خود عالم ہے یا علم سکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا ادنیٰ درجہ  
یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائیگا۔

عرض :- کیا واعظ کا عالم ہونا ضروری ہے ؟

ارشاد :- غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے ۔

عرض :- عالم کی کیا تعریف ہے ؟

ارشاد :- عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل

ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے ۔

عرض :- کتب بینی ہی سے علم حاصل ہوتا ہے ۔؟

ارشاد :- یہی نہیں بلکہ افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے ۔

عرض :- حضور مجاہدہ میں عمر کی قید ہے ؟

ارشاد :- مجاہدہ کے لئے کم از کم اسی برس درکار ہوتے ہیں باقی طلب

ضرور کی جائے ۔

عرض :- ایک شخص اسی برس کی عمر سے مجاہدات کرے یا اسی برس

مجاہدہ کرے ۔

ارشاد :- مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس عالم میں مُسَبَّات کو اسباب سے

مربوط فرمایا گیا ہے اسی طریقہ پر اگر چھوڑیں اور جذب و عنایت

ربانی بعید کو قریب نہ کر دے تو اس راہ کی قطع کو اسی برس درکار

ہیں اور رحمت توجہ فرمائے تو ایک آن میں نظرانی سے ابدال کر دیا

جاتا ہے اور صدق نیت کے ساتھ یہ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الہی ضرور کار فرما ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا، وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

عرض :- یہ تو حضور اگر کسی کا ہورہے تو ہو سکتا ہے۔ دنیوی ذرائع معاش اگر چھوڑ دیئے جائیں تو یہ بھی نہایت وقت طلب ہے اور یہ دینی خدمت جو اپنے ذمہ لی ہے اسے بھی چھوڑنا پڑے گا۔

ارشاد :- اس کے لئے یہی خدمات مجاہدہ ہیں بلکہ اگر نیت صالحہ ہے تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ ہے۔ امام ابو اسحاق اسفرائینی جب انہیں مبتدعین کی بدعات کی اطلاع ہوئی پہاڑوں پر ان اکابر علماء کے پاس تشریف لے گئے جو ترک دنیا و مافیہا کر کے مجاہدات میں مصروف تھے ان سے فرمایا۔ يَا اَكَلَةَ الْحَشِيشِ اَنْتُمْ هَاهُنَا اُمَّةٌ مُحَمَّدٍ (صلى الله عليه وسلم) فِي الْفِتْنِ، اے سوکھی گھاس کھانے والو تم یہاں ہو اور یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتنوں میں ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ امام یہ آپ ہی کا کام ہے ہم سے نہیں ہو سکتا۔ وہاں سے واپس آئے اور مبتدعین کی رو میں نہریں بہائیں۔

عرض :- سفر کے کون کون سے دن مخصوص ہیں ؟

ارشاد :- پنجشنبہ (جمعرات) شنبہ (سنیچر) دو شنبہ (پیر) حدیث شریف

میں ہے۔ بروز شنبہ قبل طلوع آفتاب جو کسی حاجت کی طلب میں نکلے اس کا ضامن میں ہوں (اسی سلسلہ تقریر میں فرمایا) بحمد اللہ دوسرے بار کی عارضی حرمین طیبین میں یہاں سے جانے اور وہاں سے واپس آنے میں انہیں تین دن میں روانگی ہوئی تھی اور بحدہ تعالیٰ فقیر کا یوم ولادت بھی شنبہ دہرا ہے۔

عرض ۱۔ عمر شریف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبول اسلام کے وقت کیا تھی؟

ارشاد ۱۔ ۳۸ سال اور سوائے عثمان رضی اللہ عنہ کے حضور کی عمر ۸۳ سال ہوئی ہر سہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عمر مبارک نیز عمر شریف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے برابر ہیں یعنی ۶۳ سال اگرچہ اس میں کچھ روز کی کمی بیشی ضرور تھی لیکن سال وفات یہی تھا۔

# کچھ سوشلزم کے بارے میں

انزب۔ نزیب النساء قادری، بی، اے، ملتان

قبل اس کے کہ سوشلزم کے بارے میں کچھ وضاحت کی جائے۔ یہ بتا دینا ضروری ہے کہ سوشلزم کا مفہوم کیا ہے۔؟

سوشلزم کا لفظ ان چند اصطلاحات میں سے ایک ہے جن کے بارے میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ معاشی اور معاشرتی امور میں حکومت کی معمولی مداخلت سے لے کر تمام وسائل دولت اور اثاثے صرف کے بہ جبر قومی تحویل میں لئے جانے تک کی کیفیت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ سوشلزم مرئی بھی ہے اور غیر مرئی بھی۔ نظری بھی ہے عملی بھی مادی بھی ہے تصوراتی بھی قدیم بھی ہے اور جدید بھی۔ جتنا اختلاف سوشلزم کے لفظ میں پایا جاتا ہے شاید ہی کسی میں ہو۔ اسی بارے میں پروفیسر جوڈ کہتے ہیں۔ سوشلزم اس ٹوپی کی مانند ہے جو اپنی اصل شکل و صورت کھو چکی ہو اور یہ اس لئے کہ اسے ہر کوئی اپنے سر پر منڈھنے میں مصروف ہے۔

سوشلزم نے مغربی تہذیب کے بطن سے جنم لیا اور اسی کی گود میں پرورش پائی اس نظریے کو سمجھنے کے لئے اس کے تہذیبی پس منظر کو سمجھنا

ضروری ہے۔ مغرب کی نئی تہذیب کا آغاز اس کے فکری انقلاب سے ہوا جسے نشاۃ ثانیہ کہتے ہیں اور جو قرون وسطیٰ کے مذہبی جبر و تشدد کے نظام کے خلاف بغاوت سے رونما ہوا۔ سب سے پہلے فکری میدان میں آزادی رونما ہوئی یعنی (LIBERALISM) پرانے مذہب کا اجیاد جسکا نمایاں مظہر تھا اس میں پرانے دیومالاؤں، یونانی و رومی اصنافی ادب سے رجوع کیا۔ ہر میدان میں مذہب کو دشمن سمجھا پھر لبرلزم فلسفہ کے میدان میں رونما ہوا اور عقل کو اس کی رو سے سب کچھ قرار دیا۔ عقلیت (HUMANISM) کی تحریکات اسی رجحان کی علمبردار تھیں۔ اس کے بعد اس کا اظہار اخلاق و معاشرت کے دائرے میں ہوا اور بے راہ روی رونما ہوئی۔ پھر اس نے تحریک اصلاح مذہب کو جنم دیا۔ پھر آخر میں مجموعی طور پر جو نقطہ نظر سمجھا اس میں آخرت کو اساس بنانے کی بجائے صرف اس دنیا کے سود و زیاں کو بنیاد بنانے کا سبق تھا۔ حصول منفعت، لذت پسندی اور مادہ پرستی نے جنم لیا۔ اس کے اظہار کا اگلا میدان سیاست تھا یہاں اس نے انفرادیت کا روپ دھارا۔ فرد کے حقوق کے لئے لڑائی لڑی گئی اور بالآخر عوام کی حاکمیت کی بنا پر لادینی جمہوری نظام قائم کیا گیا۔ پھر اس تحریک کی جگہ ایک اور تحریک قومیت رونما ہوئی اور بالآخر اس نے سرمایہ داری کا روپ دھارا اور سرمایہ کو اصل فیصلہ کن قوت مان لیا۔ حکومت کی مداخلت کو محدود تر کر دیا اور ذاتی نفع کا اصول معیشت کا راہنما بنا۔ اس طرح شدید قسم کی معاشی انفرادیت رونما ہوئی سائنس و فنیت کی تمام قوتیں انفرادیت پسند تہذیب

کے لئے استعمال ہوئیں۔ لبرلزوم کی اس تحریک نے ظلم و تشدد کے دروازے کھول دیئے۔ اس کے خلاف جو ہمہ گیر عمل رونما ہوا اس میں انفرادیت پرستی نے جنم لیا فرد کو اجتماعی مفاد کا پابند بنانے کی تجویزیں شروع ہونے لگیں۔ فرد کی جگہ سماج کو مرکزی اہمیت دینے کا تصور رونما ہوا۔ اس کا اپنی انتہائی شکل میں اٹھارہ سوئٹلزم کی تحریک میں ہوا۔

سرمایہ داری کی بے اعتدالیوں کے اس ظلم و ستم و استحصال اور عوام اور خصوصیت سے مزدور طبقہ کے ساتھ ناروا سلوک کے خلاف اٹھارویں صدی کے آخر میں آدازیں اٹھنا شروع ہوئیں ۱۹ویں صدی میں یہ احساس اور شدید ہو گیا کہ اصلاح حال کے لئے ضروری ہے کہ معاشی زندگی میں بنیادی تبدیلیاں کی جائیں چونکہ سرمایہ داری بے قید انفرادی ملکیت اور آزاد کاروبار پر تھی اس لئے ان حضرات نے اس بنیاد پر کاری ضرب لگائی اور یہ تصور پیش کیا کہ اگر ساری پیداواری املاک قومی تحویل یا اجتماعی ملکیت میں لے لی جائیں تو سب مساوی ہو جائیں گے۔ اس کے نتیجے میں ایک دوسرا سماج پیدا ہو گا جو اس سے زیادہ صحت مند و قوی ہو گا اور معاشی ظلم کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سینٹ سائمن۔ فیونہر۔ رابرٹ اوڈن اسی مسلک کے علمبردار تھے اور اس نئی فکر کو سوشلزم کا نام دیا گیا۔ ۱۹ویں صدی کی دوسری چوتھائی میں اشتراکی افق پر مارکس رونما ہوا۔ مارکس نے سوشلزم کو ایک سائنس بنا کر پیش کیا اور اس وقت تک سوشلزم پر مارکس اور اس کے دوست اینجلز کے نظریات کی چھاپ ہے مارکس اور اینجلز کا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اسے ایک جامع نظریہ کی



شکل عطا کی۔ اب سوشلزم ایک سماج اور ایک تہذیب کے معنی رکھتا ہے مارکسزم سوشلزم کی مکمل ترین شکل ہے اس لئے ہم اس کے تمام پہلوؤں کا محقر الفاظ میں ذکر کرتے ہیں۔

۱:- سوشلزم کا تصور کائنات یہ ہے کہ مادہ ازلی ہے اور متضاد عناصر کے اجتماع سے عبارت ہے مارکس کے فلسفہ کا دوسرا قانون اصول نفی ہے (NEGATION) جس کے تحت مادہ فنا نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی کمیت میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔ تیسرا قانون قلب ماہیت ہے جو نئی حقیقتوں اور کیفیتوں کی توجیہ کرتا ہے اس طرح اشتراکیت کا تصور کائنات خالص مادی ہے اس کائنات سے باہر کسی خالق کا تصور نہیں۔

۲:- سوشلزم کا تصور شعور بالکل مادی ہے۔ اس کی نگاہ میں روح یا نفس کا وجود نہیں۔ علم کی صداقت عمل اور تجربہ سے ہے علم و عمل باہم مربوط ہیں اگر علم عمل کے میدان میں اچھے نتائج نکلے تو وہ صادق ورنہ باطل ہے۔ اس طرح روح کی مکمل نفی ہو جاتی ہے۔ خوشنودی زندگی کا انحصار خالص مادی بنیادوں پر ہے۔

۳:- سوشلزم کا تصور تاریخ بھی خاص مادی ہے وہ نہ اس میں کوئی بالا قوت کی کارفرمائی کو مانتی ہے اور نہ فرد ہی کو کوئی آزاد تخلیقی کردار ادا کرتی ہے۔ اصل تاریخ ساز معاشی حالات ہیں۔ معاشیات سے سماج جنم لیتا ہے۔ ہر دور اپنے ماقبل سے پیداواری قوتیں وراثت

میں حاصل کرتا ہے۔ انقلاب ہی سے تضاد رفع ہوتے ہیں اور نئے تضاد کے رونما ہونے کے دروازے کھلتے ہیں۔ تاریخ اسی کشمکش اور تضاد سے عبارت ہے اس کو نظر انداز کر کے تاریخ کے کسی پہلو کو نہیں سمجھا جاسکتا۔

۴ :- ریاست کے بارے میں سوشلزم کا تصور یہ ہے کہ جب وسائل پیداوار کی انفرادی ملکیت کی وجہ سے معاشرہ دو طبقوں میں بٹ گیا برسر اقتدار طبقہ نے اپنا تسلط رکھنے کے لئے ریاست کا آلہ وضع کیا یہ ایک خاص طبقاتی ادارہ ہے اور استحصالی قوتوں کا معاون ہے۔ اس کا اولین مقصد ملکیت کا تصور ہے اور قوت و تشدد کے ذریعہ وہ یہ مقصد حاصل کرتی ہے۔

۵ :- مذہب کے بارے میں وہ کہتا ہے (مارکس) کہ مذہب طبقاتی تضاد ہے یہ عوام کو ان کے زخموں کی ٹیس سے غافل کرنے کا ایک حربہ ہے یہ ان کو فرائض کا تو درس دیتا ہے لیکن حقوق کا کوئی درس نہیں دیتا بلکہ ظلم و زیادتی پر سر تسلیم خم کرنے کا سبق دیتا ہے اس لئے مذہب کو مٹائے بغیر اصلاح کی راہ نہیں کھلتی۔ اسی طرح اخلاق طبقاتی تقسیم ہی کی پیداوار ہے اور بالآخر طبقات کے مفاد کے تحفظ کا کام انجام دیتا ہے۔

۱۶ :- سرمایہ داری ایک نظام ظلم ہے اس میں نجی ملکیت کی وجہ سے ایک اقلیتی طبقہ تمام وسائل پیداوار پر حاوی ہوتا ہے اور خود اپنی دولت بڑھاتا رہتا ہے۔ مزدور طبقہ کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے عزت کھلتی

جا رہی ہے۔ معاشی بحران رونما ہو رہا ہے سرمایہ داری سہارا لینے  
 کے لئے سامراجیت کا روپ دھارتی ہے اور یہ اس کا آخری سنبھال  
 ہوتا ہے۔ نتیجتاً یہ نظام اپنے ہی لپٹن سے رونما ہونے والے تناقضات  
 اور اختلافات سے ختم ہو جائے گا۔ اشتراکیت اس کی جگہ ایک تاریخی  
 حیثیت سے رونما ہوگی جس کے بعد پرولتاریہ آمریت، رونما ہوگی اس  
 تبدیلی کے نتیجہ میں نیا معاشرہ وجود میں آئے گا۔ ایک غیر طبقاتی معاشرہ  
 وجود میں آئے گا جس کے لئے ریاست کی جبری قوت کی ضرورت نہ  
 ہوگی۔ یہ ہوگی اصل معیاری اشتراکی سوسائٹی نہ طبقہ واریت ہوگی  
 نہ تناقضات نہ تشدد و جبر کے آلات معاشرہ میں مادی فراوانی کی  
 کیفیت ہوگی اور یہی ہے اشتراکیت کا مقصود اشتراکیت کی ان بنیادی  
 تعلیمات کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ سوشلزم ایک مستقل نظام  
 فکر ایک سماج و تہذیب ہے۔ یہ جزوی اصلاح نہیں اس کی بنیادی  
 روح خالص مادی ہے۔ مذہب کی پر زور مخالفت کرتی ہے بڑے  
 بڑے چوٹی کے اہل قلم کی رائے ہے کہ سوشلزم ایک مستقل تمدن  
 اور نظام حیات ہے جو ایک فلسفیانہ معاشی و سیاسی اور سماجی  
 نظریہ پر مبنی ہے۔ اس کا اولین نظریہ یہ ہے کہ معاشیات کی اصلاح  
 ہو یعنی ان وسائل پیداوار کو قومی ملکیت میں لایا جائے جنہیں سرمایہ  
 داری اب تک اپنے فائدے کے لئے استعمال کر رہی تھی یہ وسائل  
 پیداوار اب مزدوروں کی تحویل میں ہوں گے لیکن مزدوران پر

تصرف پر مجبور ہیں۔ اس کی ذمہ داری اشتراکی پارٹی پر ہوگی یعنی ایک مخصوص جماعت کے قبضہ میں سب ملکیت ہوگی۔ بچے معاشرے کی دولت ہوں گے والدین کی نہیں۔ مذہب کا گوارا کیا جانا مشکل ہے۔ یہ تھی ایک اعلیٰ چوٹی کے نقاد کی رائے۔

سوشلزم کی خامیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱:- سوشلزم کا سب سے کمزور پہلو اس کا بنیادی تصور ہے یعنی معاشی عامل کی اولیت اور بالادستی۔ یہ چیز عقلاً غلط۔ عملاً خلاف واقع اور تاریخی طور پر ناقابل ثبوت ہے اس لئے مارکس اور اس کے ساتھیوں نے جو بھی استدلال کیا ہے وہ یک رخا اور بودا ہے۔ انسان محض معاشی حیوان نہیں ہے اور نہ ہی معاشی قوتیں اصل تاریخ ساز ہیں ساری تاریخ تہذیب کو ایک جزوی فارمولے کی روشنی میں نہیں بیان کیا گیا۔ سوشلزم انسانی نفسیات کو نہ سمجھ سکی اور نہ تہذیب کے عناصر ترکیب کو اس نے ہر چیز کو ایک مخصوص فارمولے پر صادق کرنا چاہا اور اس میں وہ بری طرح ناکام رہی۔

۲:- سوشلزم کا تصور کائنات و انسان بھی سرتاپا باطل ہے اس لئے مادیت کو قبول کریں۔ حالانکہ مادیت کا نظریہ ان حقائق کی بھی نفی کرتا ہے جنہیں انسانیت نے وحی الہی اور انبیائے کرام کی راہنمائی میں ہمیشہ سچ مانا ہے اور ان صداقتوں سے متصادم ہے۔ محض مادیت کائنات کے بنیادی حقائق اور انسانی زندگی کے اولین سوالات کا کوئی

معقول اور تسلی بخش جواب نہ دے سکی۔

۲۔ سوشلزم نے فکر و فن، فلسفہ و سیاست، قانون معاشرت و مدنیت

اخلاق و ثقافت غرض ہر چیز کو معاشی اسباب و کوائف کی پیداوار

قرار دیا ہے۔ لیکن وہ یہ بتانے میں خود نا کام رہی ہے کہ خود

معاشی ہیئت اور پیداواری ساخت کیسے ہوتی ہے اور وہ کون سی

قوتیں ہیں جو اس میدان میں تغیر کی لہروں کو پیدا کرتی ہیں۔

۳۔ سوشلزم شعور انسانی کے آزاد اور خود مختار وجود کی نفی کرتی ہے اور

اس طرح خود عقلیت کی بنیادوں کو منہدم کرتی ہے۔ مارکس نے

خود طبقاتی شعور کو بیدار کیا۔ یہ آپ سے آپ وجود میں نہیں آگیا۔

پوری اشتراکی تحریک اسی کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی کوشش

کرتی ہے۔ خارجی ذرائع سے اس شعور کو ابھارنے کے بعد اس کا

دعویٰ یہی رہتا ہے کہ شعور کچھ نہیں ہے۔ سوشلزم کی دبی ہوئی نفسیات

بڑی بے بنیاد ہے یہ انسانیت کی نفی پر مبنی ہے۔

۵۔ معاشی دائرے میں مارکس کا بنیادی تصور قدر زائد کا نظریہ ہے لیکن

اس کا باطل ہونا اب ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ جیسا سوشلسٹ

بھی اعتراف کرتا ہے کہ قدر زائد کا نظریہ کوئی صداقت نہیں رکھتا۔ اسی

طرح سرمایہ داری کے ارتقا کے بارے میں مارکس نے جو اصول وضع

کئے تھے ان میں سے ایک بھی صحیح نہ ہوا نہ غربت میں اصناف ہوانہ

ہیئت سرمایہ میں تغیرات واقع ہوئے اس لئے مارکس کی معاشیات

ایک رخی اور غیر حقیقت پسندانہ رہی۔

۶ :- سیاست بھی یوں ہی رہی۔ بلا ریاست سماج کا تصور بھی غلط ہے۔ ریاست و قانون کو ظلم کا آلہ سمجھنا بڑا غلط ہے اور غیر حقیقت پسندانہ رویہ ہے۔ کوئی نظم قانون اور احساب کے بغیر نہیں چل سکتا۔

۷ :- مذہب و اخلاق کے بارے میں بھی سوشلزم کی تقلید بڑی سطحی اور غلط ہے۔ نہ معلومات صحیح ہیں نہ نتائج۔

۸ :- سوشلزم نے نفرت کے جذبہ کو ابھارا ہے۔ انقلاب اور خون خرابے کو پسند کیا ہے۔ بلکہ راہ نجات قرار دیا ہے۔ اور جیسا کہ برٹنڈرسل نے کہا ہے کہ ایسی کوئی کیمیا نہیں پائی جاتی کہ فساد جنگ و جدل اور تشدد سے امن تعاون اور محبت کو پیدا کر دیا جائے۔

۹ :- سوشلزم کا سارا کام منفی ہے۔ اس نے زندگی کا کوئی مثبت نقشہ پیش نہیں کیا اور نہ ہی ایک منصفانہ اور عادلانہ نظام کے خدو خال بیان کئے ہیں۔ وہ سرمایہ داری کی مخالفت کرتی ہے۔

۱۰ :- اگر سوشلزم پر خود سوشلزم تجزیے کا اطلاق کیا جائے تو بڑا دلچسپ نتیجہ نکلتا ہے۔ سوشلزم کا دعویٰ ہے کہ ہر دور کے نظریات اپنے مخصوص معاشی حالات کی پیداوار ہوتے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو پھر سوشلزم ۱۹ ویں صدی کے مخصوص حالات کی پیداوار قرار پائی اگر ایسا ہے تو سوشلزم کو اور اس کے معاشی تجزیے کو ابدی صداقت کی حیثیت سے کیسے مانا جاسکتا ہے جب کوئی ابدی صداقت نہیں تو اس کو نظریے کا مقام کیسے دیا جاسکتا ہے۔ سوشلزم کچھ مخصوص

حالات کی پیداوار تھی اور اس صدی کے خاتمہ اور ان حالات کے بدل جانے کے بعد اس کی تمام چمک ختم ہو گئی۔ اگر وہ سنہری اصول نہیں ہے تو اس قول کو سنہری اصول کیسے مان لیا جائے۔ جیسی تو آرٹنڈلن نے کہا تھا کہ اگر سوشلزم صحیح ہے تو اشتراکیت غلط ہے۔

یہ تو تھا سوشلزم پر مختصر تبصرہ۔ اب میں چند الفاظ میں یہ واضح کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ آیا اسلام میں کسی سوشلزم کی جگہ ہے یا نہیں۔ تو قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس میں ہر قسم کے معاشی، سماجی، سیاسی عنصر کہ ہر قسم کی ضروریات زندگی کے بارے میں اسلام ہماری راہنمائی کرتا ہے اور یہی مذہب تمام انبیائے کرام کا مذہب رہا اور حضور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی مذہب کے علمبردار بن کر آئے اور آج تک تمام مسلمانوں کا یہی مذہب رہا۔ ہاں اس کے فروعی احکام میں وقت و ضرورت کے لحاظ سے اصولوں کے دائرے میں رہ کر تبدیلیاں ہوتی رہیں اور یہ تبدیلیاں علمائے امت کے اجماع سے ہوئیں کسی بے دین اور دہریے کے مذہب سے نہیں ہوئیں۔ آج جبکہ ہم اس قدر خراب دور سے گزر رہے ہیں ہر طرف اسلام کے دشمن نظر آرہے ہیں۔ طاغوتی قوتیں اور نفس کے بجا ری مذہب کو مٹانے کی کوششوں میں مصروف ہیں ہمارا دین ہماری قربانی مانگتا ہے جس کا ذکر قرآن بھی کرتا ہے آج ایک نیا مسئلہ اسلامی سوشلزم کا روپ دھارے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا ہے اگر آج خدا نہ خواستہ ہم نے سوشلزم کو اختیار کر لیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ انبیاء سے لے کر خلفائے راشدین اور علماء

امت سبھی غلط راہ پر تھے (نعوذ باللہ) انکو اسلام کا مطلب سمجھ نہ آیا اصل  
 مطلب تو اسلام کا ان نئے تہذیب کے علمبرداروں نے سمجھا ہے جو صحیح  
 کلمہ تک نہیں جانتے۔ سوشلزم عالم اسلام کے ہر غیرت مند مسلمان کے  
 لئے زبردست چیلنج ہے۔ ہمیں کسی نئے تراشے ہوئے نظام کی ضرورت  
 نہیں۔ ہاں ضرورت ہے تو صرف اعمال کی درستی کی۔ خدا کے احکام پر عمل  
 کرنے کی اسوہ محمدی کو مشعل راہ بنانے کی ضرورت ہے۔ جو قوم اسلام  
 جیسے عالمگیر دین سے نہیں پنپ سکی وہ سوشلزم جیسے بے بنیاد اور نئے  
 مذہب سے بھی نہیں سدھر سکتی۔ جب تک کہ اعمال درست نہ ہوں۔  
 سوشلزم ہرگز ہماری منزل نہیں۔ ہماری منزل اسلام اور صرف اسلام  
 ہے۔ یہی ہمارے اسلاف کا مذہب رہا۔ یہی ہمارا مذہب ہو گا اور قرآن  
 نے خود اسکی تصدیق فرمادی۔ "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم  
 نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً" اور یہ بتا دیا کہ اسلام کے بعد  
 تمہاری کوئی منزل نہیں۔ ہاں راستے میں لاکھوں ایسے شیطان اور ٹیرے  
 ملیں گے جو خواہشات نفسانی کی خاطر اسلام کو مٹانے اور اپنے راستے  
 ہموار کرنا چاہیں گے تو تم کو ان سے جہاد کرنا فرض ہو گا۔  
 میں علمائے اسلام خصوصاً علمائے پاکستان سے پر زور اپیل کرتی ہوں  
 کہ وہ سوشلزم کے حامیوں کو جو گدھ کی طرح ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں  
 جو اسلام کی شکل بگاڑنے کے درپے ہیں نیست و نابود کر دیں اور ان کی اس مہل مہم  
 کو ناکام بنا کر اسلام کی حفاظت کریں ورنہ خدا کے سامنے کیا جواب دیں گے؟



# حکِ اُمّی اُت

امز :- مولانا محمد یونس فاضل دائر العلوم المحدثیہ

## خلیفہ اول کا قوم کو خطاب

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے ایک جلسہ عام میں تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔  
 بھائیو! اور عزیزو! آپ لوگوں نے مجھے اپنا خلیفہ بنایا اور تاج خلافت کو میرے سر پر رکھا۔ گو میں آپ لوگوں سے بہتر و افضل نہیں ہوں آپ لوگوں نے مجھے اپنا سردار تسلیم کیا ہے۔ لیکن میری سرداری قیصر و کسریٰ کی طرح نہیں ہے کہ کسی کو میرے امور میں دخل اندازی کی کوئی قوت اور طاقت نہ ہو۔ دوستو یقین کر لو تمہارے اندر جو مضبوط و طاقت ور ہے میرے نزدیک اس وقت تک ضعیف ہے جب تک کہ میں ضعیف کو اس سے حق نہ دلوادوں اور جو تم میں سے کمزور اور ضعیف سمجھا جاتا ہے وہ میرے نزدیک قوی اور مضبوط ہے تا وقتیکہ میری اعانت سے اسے اس کا حق نہ مل جائے۔

آپ نے فرمایا۔ ایک بات اور سنو۔ جہاد فی سبیل اللہ کو کبھی

ترک نہ کرنا۔ اس میں ہرگز سستی اور کاہلی سے کام نہ لینا۔ یاد رکھو جو قوم  
جہاد کو چھوڑ دیتی ہے وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔ راستی اور صداقت  
امانت ہے۔ کجروی اور کذب بیانی خیانت ہے۔ جب تک میں اللہ جل شانہ  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرماں بردار رہوں اس وقت تک تم پر میری  
اطاعت ضروری ہے اور جب مجھے ایسا کرتے نہ دیکھو

تو بلا روک تھام میری اطاعت سے انکار کر دو اس وقت میری اطاعت  
تم پر فرض نہیں ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ تم مجھے سیدھے راستہ پر چلاؤ۔

سبق :- جس کے ساتھ حق ہے وہ کمزور بھی طاقت ور ہے اور  
جو طاقتور ہے لیکن حق اس کے ساتھ نہیں وہ کمزور ہے۔ نیز معلوم ہو کہ  
خلافت کا پنجوڑ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری  
ہی ہے۔

## جن مبلغ اسلام

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو مکہ میں دیکھا  
جو پہلے عیسائی تھا اب مسلمان ہو چکا ہے اور طواف کعبہ میں مصروف ہے  
آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیسے اور کب مسلمان ہو گئے۔ اس نے  
جواب دیا اے امام المسلمین میں ایک بحری سفر کر رہا تھا کہ اچانک ہماری  
کشتی ٹوٹ گئی سمندر کی زوردار موجوں نے مجھے ایک جزیرہ میں لے جا کر  
ڈال دیا جس میں خوبصورت ہرے بھرے باغات اور طرح طرح کے پھل

اور رنگازنگ پھول اور صاف پانی کی نہریں جاری تھیں۔ میں نے اس جزیرہ پر سارا دن گزارا۔ جب رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چوپایا ہے جس کا سر شتر مرغ کے سر کی طرح ہے چہرہ آدمی کا سا ہے اس کے پاؤں اٹھ کے پاؤں کی طرح ہیں اور دم مچھلی کی طرح ہے۔ وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پوجا پاٹ کے لائق نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے یار غار ہیں عمر رضی اللہ عنہ فتوحات کے مالک ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ شہید اور علی رضی اللہ عنہ کافروں پر خدا کی تلوار ہیں ان کے دشمنوں پر خدا کی مار ہو میں یہ عجیب و غریب منظر دیکھ کر مارے ڈر کے بھاگنے لگا۔ تو اس چوپائے نے کہا ٹھہر جاؤ اگر بھاگو گے تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ جب میں ٹھہر گیا تو وہ میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ تیرا دین کیا ہے؟ میں نے جواب دیا عیسائی۔ اس نے بڑی نرمی سے کہا۔ تم مسلمان ہو جاؤ۔ تم آفتوں سے بچ جاؤ گے چنانچہ میں مسلمان ہو گیا۔ پھر اس نے کہا غور سے سنو کہ تیرا اسلام ابوبکر۔ عمر عثمان۔ علی (علیہم الرضوان) کی محبت سے پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ تمہیں یہ باتیں کیسے معلوم ہوئیں۔ وہ بولا میں جن ہوں اور ہماری ایک جماعت ایسی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکھی ہے اور یہ باتیں ہماری اس جماعت نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہیں۔

سبق ۱۔ ہمارے آقا تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

رسالت کتنی ہمہ گیر ہے کہ رب العالمین کی ہر مخلوق رحمتہ اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتی ہے۔

## دلچسپ سوال و جواب

توراة کا ایک بڑا عالم جن کا نام مضر تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ میرے چند سوال ہیں ان کا جواب فی الفور درکار ہے آپ نے فرمایا بتاؤ وہ کون سے سوالات ہیں۔ وہ کہنے لگا آپ بتائیں وہ کون سا مرد ہے جس کے نہ باپ ہے نہ ماں۔ اور وہ کون سی عورت ہے جس کا باپ ہے نہ ماں۔ وہ کون سا مرد ہے جسکی ماں تو ہے لیکن باپ نہیں۔ اور وہ کون سا پتھر ہے جس نے جانور بنا ہے اور وہ کون سی عورت ہے جس نے ایک ہی دن میں صرف تین گھڑیوں میں بچہ جن دیا۔ اور وہ کون سے دوست ہیں جو آپس میں کبھی دشمن نہ بنیں گے اور وہ کون سے دو دشمن ہیں جو کبھی دوست نہ بنیں گے۔؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا لو اب میرے جوابات سنو! وہ مرد جس کا باپ ہے نہ ماں۔ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ وہ عورت جس کا نہ باپ ہے نہ ماں وہ حضرت حوا علیہا السلام ہیں۔ وہ مرد جسکی ماں ہے لیکن باپ نہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ وہ پتھر جس نے جانور بنا ہے وہ پتھر ہے جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پیدا ہوئی۔ اور وہ عورت جس نے ایک دن کی صرف

تین گھڑیوں میں بچہ جنا دہ حضرت مریم علیہا السلام ہیں۔  
 وہ دوست جو کبھی آپس میں دشمن نہ بنیں گے وہ جسم اور روح ہیں۔  
 اور وہ دشمن جو کبھی آپس میں دوست نہ بنیں گے موت اور حیات ہے۔  
 مضر نے جواب سن کر کہا جناب آپ کے جواب بالکل صحیح ہیں اول  
 واقعی آپ علم کے شہر کا دروازہ ہیں۔

## سید القوم خاد مہم کی صحیح تفسیر

مدینہ منورہ کے گرد و نواح میں ایک اندھی بڑھیا رہتی تھی جس  
 کا بیٹا بیٹھی نہ تھا اور نہ ہی کوئی عزیز تھا جو اس کی خدمت کرتا حضرت عمر  
 رات کو اس کے گھر آتے پانی بھرتے اور گھر کا جو کام ہوتا اس کو کر کے چلے  
 جاتے ایک رات جب حضرت عمر بڑی بی بی کے گھر آئے تو دیکھا کہ سب کام  
 کوئی دوسرا کر کے چلا گیا ہے۔ دوسری رات جب حضرت عمر آئے تو پھر  
 کوئی کام کر کے چلا گیا حتیٰ کہ حضرت عمر بھی ہر رات کو آتے اور بڑھیا کے  
 سب کام مکمل ہوتے۔ کئی دن گزر گئے آپ بھی باقاعدہ آتے رہے لیکن  
 حیران تھے کہ وہ کون سا صالح ہے اور نیک سیرت انسان ہے جو عذاب  
 و مساکین کی خدمت نہایت ہی اعلیٰ درجہ پر انجام دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت  
 عمر رضی اللہ عنہ ایک دن جلدی تشریف لائے آپ نے دیکھا کہ ایک آنے  
 والا آتا ہے اور بڑھیا کا کام کرنے لگتا ہے۔ آپ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ  
 یہ پراسرار خادم خلیفۃ المسلمین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

امز :- محمد معراج الدین محمود دس فالوی لاہوری

مدرسہ قمر الاسلام سلیمانہ کراچی

سوشلزم

# اسلام

تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کو جس قدر نقصان بعض نام نہاد مسلمانوں کے ہاتھوں سے پہنچا ہے اتنا نقصان اسلام کو غیر مسلم بھی نہیں پہنچا سکے کیونکہ غیر مسلم تو اسلام کے کھلے ہوئے دشمن ہیں ان سے بچ جانا کوئی مشکل بات نہیں۔ مگر مسلم نما اعداء اسلام سے بچنا نہایت ہی مشکل اور ایک پیچہ امر ہے۔ اسلام دشمن سرگرمیوں نے کبھی تو خوارج کے بھیس میں سر اٹھایا اور کبھی یہ باغیوں کے روپ میں ابھریں۔ مگر چونکہ اسلام ایک دین کامل اور دین فطرت ہے لہذا باطل کا کوئی بھی حربہ اسلام کی آہنی دیوار اور بنیان مشید کو متزلزل نہ کر سکا باطل نے بے شمار موقعوں پر اسلام کے ساتھ نبرد آزما کی لیکن اسلام کے زریں اور سنہری اصولوں کے سامنے باطل کی ساری ملمع سازیاں اور فریب کاریاں جناب دریا اور نوشتہ بر آب کی طرح نیرت و نابود اور ملیا میٹ ہو گئیں اور اسلام اب بھی پہلے کی طرح ضیا پاشیاں اور نورباریاں کر کے ذرات عالم کو منور فرما رہا ہے اور انشاء اللہ تاقیامت چمکا تا رہے

گا۔

سرورِ کائنات فخر موجودات علیہ الحجۃ والصوۃ کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کے قریب ایمان بچا نا بہت مشکل ہو جائے گا صبح کو آدمی مومن اٹھے گا تو شام تک اس کے بعض دوست اجاب اس کو کافر بنا دیں گے اور شام کو مومن ہو گا تو صبح تک اسے بعض لوگ کافر بنا دیں گے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرب قیامت کی اکثر و بیشتر نشانیاں موجودہ دور میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ لہذا مسلمان بھائیو اپنے قیمتی ایمانوں کی حفاظت کرو اور مسلم نما دشمنانِ اسلام کے ہتھکنڈوں سے ہوشیار رہو۔

آج کل پاکستان تاریخ کے جس نازک دور سے گزر رہا ہے وہ اصحابِ بصیرت اور اربابِ دانش پر بخوبی واضح ہے۔ کہیں ہنگامے ہو رہے ہیں تو کہیں بلوے۔ کہیں عوام پر لاکھٹی چارج ہو رہا ہے اور کہیں فائرنگ ہر طرف افراتفری کا دور دورہ ہے۔ غرض کہ سارا ملک فتنہ و فساد کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ اس نازک دور میں بعض غیر ملکی ایجنٹ۔ عاقبت نا اندیش اور نام نہاد مسلمانوں نے ملک کے داخلی انتشار اور عوام کی پریشانیوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غریبوں کی حمایت کی آڑ میں اسلام کی جڑ کاٹنے کے لئے غیر اسلامی نظریہ سوشلزم کی کھلم کھلا تبلیغ شروع کر دی ہے اور سادہ لوح عوام کو بہکانے کے لئے یہ کہا جا رہا ہے کہ موجودہ مسائل کا حل سوشلزم میں موجود ہے۔ لہذا ملک میں اسلامی سوشلزم ہونی چاہیے۔

میں سوشلزم کے علمبرداروں سے پوچھتا ہوں کہ آیا وہ کون سا مسئلہ

جس کا حل اسلام پیش نہیں کرتا۔ اگر آپ سچے ہیں تو ان مسائل کی فہرست  
 پیش کیجئے جن کا حل آپ کو اسلام میں نظر نہیں آتا۔ کون نہیں جانتا کہ سوشلزم  
 ۱۹ ویں صدی عیسوی کی پیداوار ہے۔ کیا اس سے پہلے مسلمانوں کے مسائل  
 الجھے ہوئے تھے۔ کیا اسلام معاذ اللہ کوئی ناقص دین ہے کہ آپ اسلام  
 کو چھوڑ کر سوشلزم میں معاشی مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں۔ کیا یہ حقیقت  
 نہیں ہے کہ اسلام ایک نہایت ہی مہذب صاف و شستہ اور کامل و مکمل  
 دین ہے۔ جب اسلام ایک دین کامل ہے اور اس میں تمام مسائل کا حل  
 موجود ہے تو پھر آپ ایک غیر اسلامی نظریہ سوشلزم کی حمایت کیوں کر رہے  
 ہیں۔ کہیں آپ ملک سے اسلام کو رخصت تو نہیں کرنا چاہتے کہیں آپ  
 پاکستان کے بارہ کروڑ عوام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سوشلسٹ ملکوں کا  
 غلام تو نہیں بنانا چاہتے۔ کہیں اغیار کی نمک خوری کا حق تو ادا نہیں ہو رہا  
 اگر ایسا نہیں ہے تو پھر سوشلزم کی حمایت و معاونت اور ترویج و اشاعت  
 کو چھوڑ کر دل سے اسلام کے خادم بن جائیے اور اسلامی نظام حکومت  
 قائم کرانے کے لئے اپنی تمام تر توجہات مرکوز کر دیجئے اور اپنے وسائل  
 کو بروئے کار لا کر اسلام کی خدمت کیجئے اور اگر خدا نخواستہ آپ کو اپنے  
 مسائل کا حل اسلام میں نظر نہیں آتا تو پھر گویا کہ آپ اسلام کو دین کامل  
 نہیں سمجھتے۔ بلکہ آپ کے نزدیک اسلام ایک ناقص دین قرار پاٹے گا  
 اگر ایسا ہی ہے تو آپ سیدھے اسلام کا انکار کیوں نہیں کرتے۔ پھر  
 آپ کی مرضی ہے سوشلسٹ ہو جائیں یا کمیونسٹ یا یہودی یا نصرانی



یہ آپ کی مرضی ہے۔ مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ کافرانہ و ملحدانہ نظریے کی تبلیغ و اشاعت بھی کرے اور اس پر اسلامی لیبل بھی لگائے اور خواہ مخواہ اسلام کی سوشلزم کے ساتھ رشتہ داری قائم کر کے اسلام کی توہین کرے۔

یاد رکھیے۔ اسلام۔ یہودیت۔ نصرانیت اور سوشلزم مستقل بالمفہوم الفاظ اور الگ الگ نظریات ہیں ان میں سے کوئی بھی دوسرے کے ساتھ جوڑ نہیں کھاتا۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ اسلام کو تمام ادیان عالم اور جملہ مذاہب کائنات پر فوقیت و برتری حاصل ہے۔ یہی دین خدا اور رسول جلال و علا و صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پسندیدہ ہے باقی سب ہیچ اور مردود ہیں۔ ارشاد باری ہے۔

” اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ط وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ط “

یعنی دین پسندیدہ اللہ کے ہاں صرف اسلام ہی ہے اور جو کوئی اسلام کے خلاف دوسرا دین تلاش کرے گا تو اسے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اسلام ہی دین کامل ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

” الْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَاَرْضِيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِيْنًا “

یعنی آج کے دن ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔

معلوم ہوا کہ اسلام دین کا مل ہے اس میں کسی ازم کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات۔ کامل لائحہ عمل اور اکمل دین فطرت ہے۔ اس میں تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ سیاسی ہوں یا اقتصادی، معاشی ہوں یا سماجی۔ لہذا اسلام کے ہوتے ہوئے کسی بھی ازم کا لغزہ اسلام کی کمزوری ظاہر کرتا ہے۔ پھر جس طرح یہودیت و نصرائیت پر اسلامی لیبیل نہیں لگایا جاسکتا اسی طرح سوشلزم بھی اسلامی نہیں ہو سکتی۔ اسلام کے ساتھ سوشلزم کی بچر لگانا اسلام کی توہین ہے اور اسلام کے انکار کے مترادف ہے۔

میں آپ کے سامنے سوشلزم کا مختصر سا خاکہ پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ اسلام کے زہین اور سنہری اصول بھی رقم کرتا ہوں تاکہ آپ سوشلزم کے حامیوں کے عزائم سے بخوبی واقف ہو جائیں۔

سوشلزم یہ ہے کہ تمام صحیح سالم، تندرست اور کملنے کے قابل آدمیوں سے محنت و مشقت لی جائے مگر تمام حاصل اور سب آمدنی حکومت کے حوالے کر دی جائے۔ سب انکم حکومت کے کنٹرول میں ہو پھر عوام بے چاروں کو حکومت کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ حکومت ہی سب کو نان و نفقہ اور لباس و سکنی وغیرہ مہیا کرے گی۔ عوام کی بنی ملکیت کچھ نہیں ہوگی انھیں اپنی ضروریات و حوائج کے لئے حکومت کا دست نگر اور محتاج ہونا پڑے گا۔ اسلامی نظام شوراہیت کے بجائے ڈکٹیٹر شپ اور آمریت کا دور دورہ ہوگا۔ ہر کس و ناکس کوڑی کوڑی کو حکومت کا محتاج ہو کر رہ جائے گا اور سوشلزم کے علمبردار عوام بے چاروں کو سبز باغ

دکھا کر ایسے سراب اور بے آب و گیاہ صحرا میں لے جا کر ماریں گے جو اس وقت عوام کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ سوشلزم کی تاریخ شاہد ہے کہ سوشلسٹ حضرات ابھی تک اپنے مقصد کو نہیں پاسکے۔  
آئیے ذرا اسلام اور سوشلزم کا سرسری طور پر موازنہ کریں۔

### سوشلزم

سوشلزم کے نزدیک اس عالم کے ارتقائی وجود کے لئے کسی خدا کی گنجائش نہیں۔

(تاریخ مادیت)

سوشلزم مذہب سے اخلاقیات کا درس دینے کے ساتھ ساتھ مذہب کو ایک لعنت بتاتا ہے۔ سوشلزم مارکیٹ کا دوسرا نام ہے اور مادہ پرستی پر مبنی ہے۔ سوشلزم کا بنیادی مفکر مارکس ہے جو یہودی تھا۔ سوشلزم کا مرکز عقیدت و محبت ماسکو اور پکنگ ہے۔

### اسلام

۱۔ اسلام کی رو سے ساری کائنات کا خالق اللہ ہے جو موجود اور برحق ہے۔

۱۲۔ اسلام پابندی مذہب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہب کو ایک نعمت قرار دیتا ہے۔

۱۳۔ اسلام اللہ کا دین برحق اور روحانیت پر مبنی ہے۔

۱۴۔ اسلام کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔  
۱۵۔ اسلام کا مرکز عقیدت مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ ہے۔

۶۔ اسلام کی آخری کتاب قرآن  
مجید خدا کی کتاب ہے۔

۷۔ اسلام انسان کو اخلاقیات  
کا پابند بنا کر ہر برائی سے بچنے کی  
تلقین کرتا ہے۔

سوشلزم کی بنیادی کتاب 'سرمایہ'  
مارکس یہودی کی تصنیف ہے۔  
سوشلزم اخلاق کا دیوالہ نکال کر  
مکر، جھوٹ، دھوکہ، فریب  
سازش، قتل و غارتگری عرض کہ  
ہر برائی کا خوگر بناتا ہے۔

اس منحرف سے بیان سے ناظرین کرام نے اندازہ لگایا ہوگا۔ کہ  
سوشلزم ہرگز ہرگز اسلامی نہیں ہے۔ سوشلزم تمام برائیوں کی جڑ۔ جملہ  
جراثیموں کا منبع اور اسلام کا بدترین دشمن ہے یہ مسلمانوں کو حج زکوٰۃ صدقہ  
و خیرات اور قربانی جیسے اہم شعاٹر اسلامی سے منحرف کر کے اسلام کو ہمیشہ  
کے لئے رخصت کر دینے والی تحریک ہے۔ لہذا درد مندان مذہب و  
ملت اور محبان دین سے گزارش ہے کہ اس غیر اسلامی نظریہ کو بڑھنے  
کا ہرگز موقع نہ دیں۔ بلکہ اسے اس طرح دفن کریں کہ یہ پھر کبھی سر نہ اٹھا  
سکے۔

# تاریخ اسلام

## عرب کا جغرافیہ

مولانا مفتی سید شجاعت علی القادری

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جن سرزمین سے آغاز تبلیغ کا حکم دیا گیا۔ اور جو خطہ زمین اسلام کا منبع اور سرچشمہ قرار پایا اس کے جغرافیے اور اس کی تاریخ و تمدن سے بحث کرنا بہت ضروری ہے تاکہ امت مسلمہ تبلیغ اسلام کے وقت پیش آنے والی تمام تر مشکلات کو اس گرد و پیش سے مقابلہ کر کے دیکھے جو آپ کے عہد میں تبلیغ اسلام کے وقت تھا۔ اس طرح یہ امت ضلالت و گمراہی کے طوفانوں اور فتنہ و فساد کے سیلابوں کے سامنے سیدہ پلائی ہوئی مستحکم اور ٹھوس دیوار کی طرح کھڑی ہو جائے گی۔

## سیرت کا اہم نکتہ

آپ نے بہت لوگوں کو جن میں ذی علم بھی شامل ہیں کہتے سنا ہوگا کہ بے شک اسلام ایک اچھا نظام حیات ہے۔ مگر یہ عرب جیسے ملک اور اسی کی آب و ہوا نیز ان ہی لوگوں کے مزاج سے مطابقت رکھتا تھا۔ اس لئے وہ کامیاب ہوا۔ مگر اب موجودہ حالات میں اس کا چلنا مشکل ہے۔ لیکن

حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تبلیغ کا آغاز ایک ایسی زمین اور ایک ایسی قوم سے کیا جو اسلام کے نظام حیات سے ہر طرح مستفاد تھی تاکہ دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ جب اسلام ایسی سرزمین پر نافذ ہو سکتا ہے اور اسے عرب کی اقوام قبول کر سکتی ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اگر اس کے لئے سچی اور حقیقی سعی کی جائے تو اسے دنیا کے کسی خطے اور کسی قوم میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑے۔

## لفظ عرب

اس لفظ کے اشتقاق اور معنی میں چند اقوال ہیں۔

۱۔ یہ لفظ "عربہ" سے بنا ہے جس کے معنی ہیں "ہموار بیابان" عربہ تہارہ کا ایک ضلع ہے۔

۱۲۔ یہ لفظ "عبیر" سے بنا ہے۔ جس کے معنی عبرانی میں "خانہ بدوش" کے ہیں۔ کیونکہ اکثر عرب خانہ بدوش ہی تھے۔ جہاں پانی اور گھاس ملا خیمہ گاڑ دیا۔ اور جب وہ ختم ہو گیا تو دوسری جگہ کوچ کر گئے۔

۱۳۔ یہ لفظ عبرانی میں مصدر ہے جس کے معنی ہیں "نیچے جانا" اس سے مراد وہ ملک ہے جس میں اولاد سام بن نوح کو سورج غروب ہوتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ سام بن نوح کی اولاد دریائے فرات کے کنارے رہتی تھی۔

۱۴۔ بوکارٹ کا کہنا ہے یہ لفظ ایک فنی شین لفظ سے بنا ہے جس کے

معنی اناج کی بالوں کے ہیں۔

۵۔ یہ لفظ عربہ سے بنا ہے جسکے معنی عبرانی زبان میں بنجر زمین کے ہیں۔ یہ لفظ قوۃ میں شام اور عرب کی حد فاصل کے طور پر بولا گیا ہے۔

(ماخوذ از چیمبرزان سائیکلو پیڈیا ص ۳۲۴)

سب سے آخری معنی کو ملک عرب اور اس کی سرزمین سے بہت مناسبت

ہے قرآن میں بھی اس کو "دادی غیر ذی زرع" کہا گیا ہے۔

اس ملک کا نام عرب کب سے رکھا گیا تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا تعین

یقینی طور پر تو نہیں ہو سکتا۔ البتہ قیاسات سے کچھ کام چل سکتا ہے۔ ملوک کی

پہلی کتاب کے باب آیت ۱۵ میں جہاں حضرت سلیمان (علیہ السلام) اور

ملکہ سبا کی ملاقات کا ذکر ہے وہیں ملک عرب اس ملک کے لئے بولا گیا ہے

یہ واقعہ ۵۰۰ قبل مسیح کا ہے۔ لیکن اس سے بھی یہ مقصد نہ لیا جائے کہ یہ

لفظ اس ملک کے لئے ۵۰۰ قبل مسیح ہی بولا گیا تھا۔ بلکہ قرآن سے پتہ

چلتا ہے کہ یہ لفظ اس سے بہت قبل کا ہے۔ چنانچہ کتاب ملوک میں اس

لفظ کو اس انداز سے بولا گیا ہے گویا کہ یہ بہت ہی معروف و مشہور ہے۔

عربہ اور عربات کا بھی اطلاق جزیرہ عرب پر کیا گیا ہے۔ چنانچہ عربات

کا لفظ منثی باب آیت ۸۱، اس ملک پر ہی بولا گیا ہے۔ نیز "مرصد الاطلاع"

میں ہے۔

عربات حرکت کے ساتھ عربہ کی جمع

ہے یہ عرب کا ملک ہے۔

عربات بالتحریک جمع عربہ

وہی بلاد العرب

عربیة فی اول وادی نخلة  
من جهة مكة -  
مکہ کی طرف سے وادی نخلہ کے  
ابتدائی حصہ میں واقع ہے۔

مراد الاطلاع ص ۲۲۶

### حدود اربعہ

مغرب میں بحر احمر - مشرق میں خلیج فارس و خلیج عمان - جنوب میں  
بحر ہند - شمال میں شام اور بابل -

عرب عام طور پر ایک وسیع مسطح ملک ہے جسکا اکثر حصہ خشک ہے  
مگر بعض مقامات پر بے انتہا سرسبز ہے۔ بعض جگہ بڑے بڑے پہاڑ ہیں جنکی  
گھاٹیاں بہت نشاداب ہیں عرب میں مختلف قسم کے میوے ہوتے ہیں ان  
میں کھجور مشہور زمانہ ہے۔ کھجور اکثر عرب والوں کی غذا ہے جو وہاں مختلف  
طریقوں پر مستعمل ہے۔ جانوروں میں عرب کے گھوڑے بہت مشہور ہیں۔  
اونٹ بکثرت پائے جاتے ہیں اور یہ ریگزار میں سفر کا بہترین ذریعہ ہیں۔  
عرب کے دو حصے ہیں۔

۱۔ عرب البحر - یعنی کوہستانی عرب جو سنکلاخ زمینوں پر مشتمل ہے

یہ خاکنائے سوڑے سے لے کر بحر احمر اور بحر عرب تک پھیلا ہوا ہے۔

۲۔ عرب الوادی - یعنی عرب کا مشرقی حصہ۔

### بطليموسى جغرافيه

بطليموس نے عرب کو جغرافیائی طور پر تین حصوں میں منقسم کیا ہے

(۱) عرب البحر - پتھر یلا علاقہ (۲) عرب المعمور - آباد عرب



(۳) عرب الوادی یعنی ریگستانی علاقہ۔ مگر عربی جغرافیہ داں اس تقسیم کو قبول نہیں کرتے۔ انکی تقسیم حسب ذیل ہے۔

### عربی جغرافیہ

عرب جغرافیہ دانوں نے عرب کو پانچ حصوں پر منقسم کیا ہے۔

(۱) تہامہ (۲) حجاز (۳) نجد (۴) عر دض (۵) یمن۔

### ایک غلطی کا ازالہ

غیر ملکی مورخین اور جغرافیہ دانوں کا خیال ہے کہ حجاز کو حجاز اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حاجیوں اور زائرؤں کی اما جگاہ ہے۔ نہ معلوم ان لوگوں نے یہ معنی کہاں سے گھڑ لئے۔ یہ بے تکی باتیں اور اسی قسم سے اور باتیں انھیں لوگوں کے مقسوم ہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ "حجاز" یا حجاز اس چیز کو کہتے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو۔ اس ملک کو حجاز اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ایک بڑا پہاڑ ہے جو شام اور یمن کے درمیان حائل ہے۔

### عرب کے باشندے

عرب ہیں جو لوگ قدیم زمانے سے رہتے تھے اور جو لوگ دوسرے مقامات سے آکر آباد ہوئے وہ تین قسم کے تھے۔

### عرب بائدہ

یعنی عرب کے وہ قدیم باشندے جنکی نسلیں اب ختم ہو گئیں۔ ان میں سات شخصوں کی اولادیں ہیں (۱) کوش بن حام بن نوح (۲) عیلام بن سام بن نوح (۵) حمل بن سام بن نوح (۶) جدیس بن گثر بن ارم بن سام بن

نوح (ع)، ثمود بن گثر بن ارم بن سام بن نوح -

کوشس کی اولاد خلیج فارس کے کنارے اور قرب وجوار کے میدانون  
میں آباد ہوئی۔ جرہم بن عیلام بھی اسی طرف فرات کے جنوبی کنارے پر آباد ہوئے  
لود کی اولاد میں سے تین - طلسم - عملیق - اینیم - عرب کے مشرقی حصے  
میں بحرین تک پھیل گئے۔

عوض بن عاد اور حول دونوں جنوب عرب میں حضرت موت اور اس  
کے قرب وجوار میں آباد ہوئے۔

ثمود عرب الحجر میں اور اس کے میدان جو وادی القرئی کے نام سے ہے  
اور ملک شام کی جنوبی اور ملک عرب کی شمالی حدود میں مقیم ہوئے۔

(باقی آئندہ)

# سوشلزم کے حامی

## اسلام کے معاشی نظام کا مطالعہ کریں

انریہ مفتی سید شجاعت علی قادری مفتی دارالعلوم

امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی

اس زمانہ میں مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا سانحہ یہ ہے کہ خود کو مسلمان کہلانے والے اسلام ہی کی جڑوں پر تیشہ کاری میں مصروف ہیں۔ وہ اس بات میں بڑی خوشی محسوس کرتے ہیں کہ اگر انکی خدمت میں کوئی چیز اسلامی پیش کی جائے تو اس پر لیبیل غیر اسلامی ہو۔ آج دنیا سفید و سرخ سامراج کے دو نظاموں میں سخت بے چینی اور کرب سے تڑپ رہی ہے سفید سامراج عرصہ دراز تک غلام سازی کے کاروبار میں مصروف رہا اور جب تک اس سے ہو سکا اپنی درندگی کو ننگی جارحیت سے تسکین دیتا رہا اور بالآخر جب اس کے دن پورے ہونے کو آئے تو مظلوم طبقہ غیر دانشمندانہ رد عمل پر اتر آیا اور اس طرح تخریب پسند فتنہ پرور اخلاق باختہ، منتقم مزاج منکرین خدا کی جماعت لڑتی بھڑتی توڑ پھوڑ کرتی آندھی کی طرح افق کائنات پر چھا گئی اس کے رہنماؤں نے اپنے اقتدار کا تخت آدھی انسانیت کے قبرستان پر بچھایا۔ جو کھاتے پیتے تھے ان کے ہاتھ سے سب کچھ چھین کر برباد کر دیا اور جو بھوکے تھے انھیں

دنیا کی حرص و طمع کی شراب پلا کر فتنوں میں مبتلا کیا اور جب وہ فتنوں کی نظر ہو گئے تو چالاک لیڈروں نے عیش کوشی اس طرح شروع کی کہ فکر احتساب اور اندیشہ فردا بھی نہ رہا۔ اس طرح ایک سامراج کی جگہ دوسرے سامراج نے لی۔ پہلا سامراج نقاب پوش تھا یہ بے نقاب ہے۔ اس افراط و تفریط عدم توازن اور عام بے چینی کا علاج اسلام کے دامن سے وابستہ ہونے میں ہے۔ سوشلزم کے پھیلاؤ کا اصل سبب اقتصادی بہتری کا نعرہ ہے اور اس کے برعکس یہ خیال دین سے تنفر کے باعث عام ہو رہا ہے کہ اسلام اقتصادی نظام سے ہی دامن ہے اور یہ کہ آج کی اقتصادی بد حالی کا مداوا اسلام میں نہیں ہے۔

زیر نظر مضمون میں اسلام کے اقتصادی نظام کو عام فہم انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔ مضمون کی حیثیت ظاہر ہے کہ ایک ایسے مضمون کی ہے جو عام لوگوں کی معلومات کے لئے لکھا جاتا ہے۔ لیکن جب کسی ریاست میں نافذ کرنے کے لئے اس نظام کو پیش کیا جائے گا تو ان تمام قیود و حدود اور اصلاحات میں پیش کیا جاسکتا ہے جو کہ دوسرے نظاموں میں موجود ہیں۔ میں اپنے ان مسلمان بھائیوں سے استدعا کرتا ہوں جو اسلام کو عزیز رکھنے کے باوجود اپنے معاشی نظام کے لئے سوشلزم کا سہارا ڈھونڈ رہے ہیں کہ وہ بغور اسلام کے پیش کردہ نظام کا مطالعہ فرمائیں اور پھر مجھے مطلع کریں کہ آیا ان کو اس نظام میں کچھ بھی کمی نظر آتی ہے۔ اگر یہ نظام مکمل ہے اور یقیناً مکمل ہے تو بحیثیت مسلمان ہمارے لئے اس کو اپنانا ضروری ہوگا

کچھ سادہ لوح مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بحیثیت مذہب مسلم ہیں لیکن اقتصادی حیثیت سے ہم سوشلزم کو اختیار کر لیتے ہیں تو ایسے لوگ خواہ اپنے دل میں کچھ ہی سمجھتے رہیں مگر خدا کے فیصلے کے مطابق اسلام میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

«وَمَنْ سَلَطَ عَلَيْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

الْكَاذِبُونَ»

یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں۔

جبکہ ایک شخص نے بہ رضا و رغبت اسلام کو قبول کر لیا تو اس کے لئے نہ تو کسی ازم سے نااطہ جوڑنے کا حق رہتا ہے اور نہ ہی اسلام کے نظام کے علاوہ کسی نظام کو اپنانے کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

## ایک واقعہ

ذرا اس واقعہ پر غور کیجئے اور پھر اندازہ لگائیے کہ اسلام لانے کے بعد ہم کو کس درجہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ جو پہلے یہودی تھے پھر مشرف بہ اسلام ہوئے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے گئے یا رسول اللہ جب ہم یہودی تھے تو اونٹ کے گوشت کو حرام سمجھتے تھے اور اس کو کبھی استعمال نہ کرتے تھے لیکن اب جبکہ ہم اسلام لے آئے تو مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اونٹ کا

گوشت استعمال کرتے ہیں لیکن ہمیں اس سے کراہت آتی ہے۔ لہذا ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم حسب سابق اس کے استعمال سے اجتناب کریں۔ تو اس پر قرآن کریم میں آیت نازل ہوئی کہ :-

”یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السّلم کافتم“

یعنی اے ایمان والو! اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ۔ یعنی جب تم مسلمان ہو گئے تو اب تمہارے لئے یہودیت کی طرف میلان کی کچھ گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اب آپ عذر فرمائیے کہ قرآن ہم سے کیسے اسلام کا مطالبہ کرتا ہے؟ اگر واقعی ہم ایسے مسلمان ہیں تب تو ہم اپنے ایمانی دعوے میں سچے ہیں ورنہ خود فریبی کا شکار ہیں اور اسلام کو خواہ مخواہ بدنام کرنے پتلے ہوئے ہیں۔ اسلام کو ایسے لوگوں کی قطعی ضرورت نہیں۔

نوٹ :- یہ مضمون قلت صفحات کے باعث اقساط میں شائع کیا جا رہا ہے۔ باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں

بچوں کے لئے

# بامقصد کہا نیالئے

مشہور زمانہ کتاب ”کلیلہ و دینہ“ کے عربی ترجمے سے یہ حکایات نقل کی جا رہی ہیں۔ یہ حکایات براہمہ کے ایک فلسفی ”بیدبا“ کے ذہن کی پیداوار ہیں۔ بیدبانے ایک ہندی بادشاہ کی نصیحت کے لئے لکھیں۔ یہ بادشاہ ان بادشاہوں کی اولاد میں تھا جن کو اسکندر اکبر نے ۲۲۶ قبل مسیح میں شکست دی تھی۔ بیدبانے استعاروں کی زبان میں نصیحت کا ایک بہترین مرقع پیش کیا ہے۔ یہ حکایات باوجود اپنی قدامت کے آج بھی روزاؤل کی طرح فکر خیز اور نتیجہ انگیز ہیں اس میں ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے رہبری ہے اس کا انداز بہت دلچسپ ہے۔ کہتے ہیں کہ اصل کتاب سنسکرت میں تھی ان حکایات میں کتابچہ کے پڑھنے والے ایک خاص طبقہ کا لحاظ رکھا گیا ہے اور وہ ہیں ہمارے وہ بچے جو بے نتیجہ کہانیاں پڑھ کر اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ امید ہے کہ وہ اس سلسلے میں دلچسپی لیں گے۔ اور کچھ نصیحت حاصل کریں گے۔

## عقل مند باپ کی نصیحت بیٹوں کو!

دشیم نے جو ہندوستان کا بادشاہ تھا اپنے ملک کے ایک عقلمند فلسفی سے کہا کہ آپ مجھے کوئی ایسی کہانی سنائیے جس میں دو ایسے شخصوں کا حال ظاہر ہو جن کے درمیان بہت گہری دوستی ہو اور پھر اس دوستی کو ایک جھوٹا اور مکار شخص برباد کر دے۔

فلسفی بادشاہ کا حکم سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گیا اور اس نے ایک لمبی چوڑی کہانی سنائی جو اپنے دامن میں حکمت اور دانائی کے انمول ہیروں سے بہرہ ریز تھی۔ فلسفی کہنے لگا۔ کہہتے ہیں کہ ایک شخص تھا۔ اس کے تین بیٹے تھے۔ جب وہ بڑے ہو گئے تو اپنے باپ کے مال و دولت کو پانی کی طرح بہانے لگے۔ موقع بے موقع روپیہ پیسہ بے دھڑک خرچ کرتے تھے۔ انھوں نے نہ تو علم ہی کی طرف توجہ دی اور نہ ہی کوئی پیشہ سیکھا۔ ایک دن ان کے باپ نے ان کو جمع کیا اور ان کو اس حالت پر ملامت کی اور بہت اچھے انداز میں نصیحت کرنے لگا۔ باپ نے کہا کہ اے میرے بیٹو!

ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے دنیا میں تین چیزیں ضرور مل جائیں۔ پہلی چیز عمدہ کھانا پینا اور لباس۔ دوسری چیز لوگوں میں بلند مقام تیسری چیز آخرت کا توشہ۔ مگر یہ تینوں چیزیں ملنے کا ذریعہ دوسری چار چیزیں ہیں کہ ان کے بغیر یہ تین چیزیں حاصل نہیں ہو سکتیں اور وہ چیزیں یہ ہیں۔ پہلی چیز مال کو اچھے طریقے سے حاصل کرے۔ نا جائز طریقوں سے نہیں مثلاً چوری، ڈاکہ، جوا، سود وغیرہ۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جو مال حاصل



کیا ہے اس کی اچھی طرح احتیاط کرے۔ تیسری چیز یہ ہے کہ اس کو جائز  
 طریقوں سے بڑھانے کی کوشش کرے۔ چوتھی چیز یہ ہے کہ اس کو اس  
 طرح خرچ کرے کہ اس کا نفع خود اس کو اس کے گھر والوں اور دوسرے  
 لوگوں کو بھی ہو۔ اس طرح وہ تینوں چیزیں پائے گا۔ اس کی زندگی خوشحال  
 ہوگی۔ لوگوں میں مرتبہ بلند ہوگا اور دوسروں کی مدد کرنے کی وجہ سے اللہ بھی  
 اس سے خوش ہوگا۔ ان چاروں چیزوں کے بغیر اسے اپنے تینوں ارادوں میں  
 کامیابی نہ ہوگی۔ کیونکہ اگر اس نے مال کمایا ہی نہیں تو زندگی گزارنے کو مال  
 کہاں سے آئے گا اور اگر کمایا مگر حفاظت نہ کی تو ایک دن مال ضائع ہو جائیگا  
 اور اگر کمایا تو مگر اسے بڑھانے کی کوشش نہ کی تو بھی وہ ختم ہو جائے گا خواہ  
 وہ اس میں سے کتنا ہی کم کیوں نہ خرچ کرے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ سرمہ کتنا  
 کم خرچ کیا جاتا ہے مگر ایک دن وہ بھی ختم ہو جاتا ہے اور اگر اس کو صحیح جگہ  
 کی بجائے غلط جگہ خرچ کیا تو خرچ کرنے والا فقیر سے زیادہ اچھی حالت میں  
 نہ ہوگا اور اس کی مثال پانی کے اس حوض کی سی ہوگی کہ جس میں مسلسل پانی  
 اکھٹا ہوتا رہے اور اس کے نکلنے کے لئے باقاعدہ نالیاں نہ بنی ہوں کہ انکے  
 ذریعہ پانی کھیتوں میں جاٹے اور ان کو سیراب کرے تاکہ غلہ پیدا ہو تو اس  
 حوض کا پانی یقیناً ضائع ہو جائے گا اور بہت ممکن ہے کہ پانی نکلنے کے غلط  
 انتظام کی وجہ سے حوض ٹوٹ ہی جائے۔ بیٹوں پر باپ کی نصیحت کارگر  
 ثابت ہوئی۔ بڑا لڑکا باپ کے پاس سے اٹھا اور اس نے ایک بیل گاڑی  
 میں دو بیل جوتے ایک کا نام شتر بہ تھا اور دوسرے کا نام بلند بہ تھا۔

گاڑی میں سوار ہو کر اس نے ایک جگہ کا رخ کیا جس کا نام میون تھا۔ راستہ میں بد قسمتی سے شتر بہ کچھڑ میں پھنس گیا۔ اس کو نکالنے کی بہت کوششیں ہوئیں مگر سب ناکام بالآخر اس نے بیل کے پاس ایک آدمی چھوڑا تاکہ رات پھر اس کے پاس رہے اور جب بیل سوکھ جاوے تو ممکن ہے کہ نکل جاوے۔ مگر رات ہوئی تو اس آدمی کو ڈر لگا وہ بھی بیل کو چھوڑ چھاڑ بھاگ آیا اور اس لڑکے سے کہا کہ بیل تو مر گیا۔ پھر کہنے لگا کہ جب آدمی کی موت قریب ہوتی ہے تو اس کا ہر جیلہ اور اس کی ہر احتیاط اس کو موت سے قریب کر دیتی ہے جیسا کہ ایک شخص کا قصہ ہے۔

(باقی آئندہ)





مطبوعہ : مشہور آفسٹ لیتھو پریس کراچی

مطبوعہ : مشہور آفسٹ لیتھو پریس کراچی

وَسَيُؤَلِّمُكُمُ الْقُرْآنَ فَمَنْ أَعْظَمُهُمْ  
اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی

1676

مکتبہ اسلامیہ  
لاہور  
مکتبہ  
لاہور

# ترجمات الحق

مکتبہ



مَدِينَةُ نَبِيِّكُمْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
سَعِيدٌ وَشَرِيكُهُ أَحْمَدُ بْنُ حَبِيبٍ